پروفیسر علی حسن چوہان

اِصلاحِ املا

ہائے ہوّز کا تنقیدی جائزہ

حروفِ تہجی:

ا آ ب بھ پ پھ ت تھ ٹ ٹھ
ث ج جھ چ چھ ح خ د دھ ڈ ڈھ ذ ر
رھ ڑ ڑھ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع
غ ف ق ک کھ گ گھ ل لھ م مھ
ن نھ و ہ ء ی ے (تعداد=۵۳)

حروفِ ابجد:

ابجد:	ا	ب	ج	د
	۱	۲	۳	۴
ہوّز:	ہ	و	ز	
	۵	۶	۷	
حُطّی:	ح	ط	ی	
	۸	۹	۱۰	

کَلِمَن:	ک ۲۰	ل ۳۰	م ۴۰	ن ۵۰	
سَعْفَص:	س ۶۰	ع ۷۰	ف ۸۰	ص ۹۰	
قَرشَت:	ق ۱۰۰	ر ۲۰۰	ش ۳۰۰	ت ۴۰۰	
ثَخِذ:	ث ۵۰۰	خ ۶۰۰	ذ ۷۰۰		
ضَظَغ:	ض ۸۰۰	ظ ۹۰۰	غ ۱۰۰۰		

ہائے ہوّز

تعارف:

اُردو حروفِ تہجی کا پچاسواں حرف صحیح ہے۔ حسابِ جُمل میں اس کے پانچ عدد مقرر ہیں، یہ قمری حرف ہے یعنی ال کے بعد آئے تو لام اپنی آواز دیتا ہے۔ مثلاً الہاشم، الہادی وغیرہ تذکیر و تانیث کے لحاظ سے یہ مؤنث ہے۔ اس کی دیگر خصوصیات یہ ہیں۔

۱۔نورانی　۲۔مہموسہ　۳۔مُجوّف　۴۔صامت

۵۔رخوۃ　۶۔آتشی　۷۔غیر متشابہ

قواعد نویسوں نے اِس کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

۱۔ہائے ملفوظی　۲۔ہائے مختفی　۳۔ہائے مخلوطی

۱۔ ہائے ملفوظی:

اسے ہائے ہوّز بھی کہتے ہیں تا کہ اسے حائے حُطی سے ممتاز کیا جا سکے۔ صوتی

اعتبار سے ایسی ''ہا'' جو ظاہر بھی ہو اور اپنی آواز بھی دے اُسے ہائے ملفوظی کہتے ہیں۔ یہ تلفظ میں کھل کر پڑھی جاتی ہے۔ اسے ہائے اصلی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا استعمال کلمے کے ابتدا، وسط، اور آخر تینوں صورتوں میں ہوتا ہے۔

ابتدا میں: ہاتِف، ہمن، ہامُوں، ہائے، ہزاروں

ہاتِف نے یوں دیا ہے مجھ کو ولؔی بشارت
اس کی گلی میں جو تو مقصد شتاب ہوگا
(ولؔی دکنی)

سجن کے باج عالم میں دگر نہیں
ہمن میں ہے دلے ہم کوں خبر نہیں
(ولؔی دکنی)

خوب روئے رات ہم سُنساں ہاموں دیکھ کر
یاد آیا ہم کو مجنوں، بید مجنوں دیکھ کر
(ذوقؔ)

کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ
ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا
(غالبؔ)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
(اقبالؔ)

درمیان میں: مہر، صہبا، جوہر، دہر، زہر

مری طرح سے مہ و مہر بھی ہیں آوارہ
کسی حبیب کی یہ بھی ہیں جستجو کرتے
(آتشؔ)

نہ چھیڑ اے ہم نشیں! کیفیت صہبا کے افسانے
شراب بے خودی کے مجھ کو ساغر یاد آتے ہیں
(حسرتؔ)

جوہر میں ہو لا اِلٰہ تو کیا غم
تعلیم ہو گو فرنگیانہ ! !
(اقبالؔ)

دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے
قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
(اقبالؔ)

نئے اِنساں سے تعارف جو ہوا، تو بولا
مَیں ہوں سقراط، مجھے زہر پلایا جائے
(ندیمؔ)

آخر میں: راہ، آہ، جاہ، واہ، جلوہ

آفاق کی منزل سے گیا، کون سلامت
اسباب لٹا راہ میں، یاں ہر سفری کا
(میرؔ)

آہ! کہ کھویا گیا تجھ سے فقیری کا راز
ورنہ ہے مالِ فقیر، سلطنتِ روم و شام (اقبالؔ)

اللہ نے دیا ہے تجھ کو وہ رتبہ و جاہ
آتا ہے در پہ ہر ایک حاجت خواہ
(عیشؔ)

ریزہ ریزہ دم میں کر ڈالا تنِ عشاق واہ
خوب یہ جوہر نکالا آپ کی تلوار نے
(جرأتؔ)

خوشی خوشبوئے خوش ہے اسپند اُتار
عشقِ باس کے جلوہ میں بھید ہے
(قلی قطب شاہ)

ہائے مختفی

تعریف

ایسی ہائے جو لکھنے میں تو آئے مگر پڑھنے میں نہ آئے۔ یہ دراصل اپنے ماقبل حرف کی حرکت (فتحہ) کے اظہار کے لیے ہوتی ہے۔ یہ عموماً الفاظ کے آخر میں آتی ہے۔

مثالیں: سوختہ، قافلہ، فرزانہ، سلیقہ، بیگانہ

ٹک میرؔ جگر سوختہ کی جلد خبر لے
کیا یار بھروسا ہے چراغِ سحری کا
(میر تقی میرؔ)

یارانِ گرم رو تو سب آگے نکل گئے
اِن سے میں تنگِ قافلہ پیچھے کہیں رہا
(مصحفیؔ)

نومید نہ ہو ان سے، اے رہبر فرزانہ!
کم کوش تو ہیں لیکن، بے ذوق نہیں راہی
(راہیؔ)

موت سے کس کو مفر ہے، مگر انسانوں کو
پہلے جینے کا سلیقہ، تو سکھایا جائے
(احمد ندیم قاسمیؔ)

ابنِ آدم کے اثر تک سے ہو بیگانہ فضا
مرد و زن کوئی نہ ہو، پیر و جواں کوئی نہ ہو
(اختر شیرانی)

ہائے مخلوطی

یہ ہائے ہوّز کی تیسری قسم ہے۔ اسے دوچشمی ہائے اور ہائے ثقیلہ بھی کہتے ہیں۔ اس کی اپنی کوئی آواز نہیں ہوتی۔ یہ دوسرے حروف کے ساتھ مل کر اس حرف کی آواز کو بھاری بنانے کا کام کرتی ہے۔ بھاری آواز کا حامل حرف اپنی جداگانہ حیثیت سے حروفِ تہجی کا ایک مستقل حرف بن جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل بھاری آواز والے حرف اسی ہائے دوچشمی کی مرہونِ منت ہیں۔

بھ	پھ	تھ	ٹھ	جھ	چھ	دھ
ڈھ	رھ	ڑھ	گھ	لھ	مھ	نھ

اُلفاظ سازی

ا۔ بھ: اُردو حروفِ تہجی کا تیسرا حرف ہے، اس کی آواز "بھے" سے ادا کی جاتی ہے۔

بھاپ، بھات، بھاگ، بھادوں، بھٹ، بھرم، بھول، بھیک، بھیدی، بھوت، بھگوان، بھائی،

بھاوج، بھل۔

۲۔ پھ: حروفِ تہجی کا چھٹا حرف ہے، اس کی آواز ''پھے'' سے ادا کی جاتی ہے۔ عموماً الفاظ کے شروع میں آتا ہے۔

پھول، پھاٹک، پھاگن، پھاوڑا، پھبتی، پھپھولے، پھرتیلا، پھلواری، پھل، پھلنیدا، پھلانگ۔

۳۔تھ: حروفِ تہجی کا آٹھواں حرف ہے، اس کی آواز ''تھے'' سے ادا کی جاتی ہے۔

تھان، تھاپ، تھال، تھام، تھل، تھوک، تھیلی، تھپڑ، تھپکی، تھرتھرانا، تھرتھراہٹ، تھرمامیٹر، تھکاوٹ، تھکن۔

۴۔ٹھ: حروفِ تہجی کا دسواں حرف ہے۔ اس کی آواز ''ٹھے'' سے ادا کی جاتی ہے۔

ٹھاکر، ٹھاٹ، ٹھنڈا، ٹھٹھہ، ٹھوس، ٹھٹھیرا، گٹھلی، آٹھ، ساٹھ، ٹھگ، ٹھیک، ٹھیکی، ٹھیکرا، ٹھوکر، ٹھیلا۔

۵۔ جھ: حروفِ تہجی کا تیرھواں حرف ہے۔ اُردو میں تلفظ ''جھے'' سے ادا کیا جاتا ہے۔

جھاڑو، جھاڑی، جھاگ، جھالر، جھڑپ، جھٹکا، جھجک، جھرجھری، جھگڑا، جھانسا، جھلک، جھنڈا، جھیل، جھاڑن، جھٹ پٹا، جھونپڑی، جھنکار۔

۶۔ چھ: حروفِ تہجی کا پندرھواں حرف ہے۔ اُردو میں تلفظ ''چھے'' سے ادا کیا جاتا ہے۔

چھلانگ، چھاچھ، چھاج، چھت، چھتری، چھاتی، چھب، چھوٹ، چھید۔

۷۔ دھ: اُردو حروفِ تہجی کا انیسواں حرف ہے۔ اُردو میں اس کا تلفظ ''دھے'' سے کیا جاتا ہے۔

دھات، دھوبی، دھار، دھاک، دھاگا، دھان، دھاندلی، دھبّا، دُھتکار، دھج، دھوتی، دھرتی، دھوم، دھرم، دھڑکن، دھکّا، دَدھیا۔

۸۔ ڈھ: اُردو حروفِ تہجی کا اکیسواں حرف ہے۔ اُردو میں اس کا تلفظ ''ڈھے'' سے کیا جاتا ہے۔

ڈھارس، ڈھاک، ڈھال، ڈھلان، ڈھنڈورا، ڈھول، ڈھوڑا، ڈھکن، ڈھولک، ڈھیل، ڈھیٹ، ڈھیر، ڈھیلا، ڈھنگ، ڈھب، ڈھکوسلا۔

۹۔ رھ: اُردو حروفِ تہجی کا چوبیسواں حرف ہے۔ کلمے کے درمیان میں آتا ہے۔

گیارھویں، بارھویں، تیرھویں، سترھویں، سرھانا

سرھانے میر کے کوئی نہ بولو　　ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

۱۰۔ ڑھ: اُردو حروفِ تہجی کا چھبیسواں حرف ہے۔ الفاظ کے وسط میں آتا ہے۔

ٹیڑھا، ٹیڑھی، ریڑھ، گڑھ، کوڑھ، موڑھ، پڑھائی، داڑھی، پڑھ، بڑھ، چڑھ، چڑھائی، پاڑھ، باڑھ

۱۱۔ کھ: اُردو حروفِ تہجی کا چالیسواں حرف ہے۔ اُردو میں اس کا تلفظ ''کھے'' سے کیا جاتا ہے۔

کھاٹ، کھاد، کھال، کھڈیاں، کھٹمل، کھدر، کھوٹ، کھمبا، کھڑکی، کھوج۔

۱۲۔ گھ: اُردو حروفِ تہجی کا بیالیسواں حرف ہے۔ اُردو میں اس کا تلفظ ''گھے'' سے کیا جاتا ہے۔

گھاٹ، گھاس، گھوڑا، گھر، گُھمسان، گھونسلا، گھلاوٹ، گھمنڈ، گھاگ۔

۱۳۔ لھ: اُردو حروفِ تہجی کا چوالیسواں حرف ہے۔ اُردو میں اس کا تلفظ ''لھے'' سے ادا کیا جاتا ہے۔ یہ کلمے کے ابتدا اور وسط میں آتا ہے۔ کولھو، چولھا، دُولھا، لھسوڑا، کولھا، کُلھڑ۔

۱۴۔ مھ: اُردو حروفِ تہجی کا چھیالیسواں حرف ہے۔ یہ کلمے کے وسط میں آتا ہے۔

تمھارا، تمھارے، تمھاری، تمھیں، کمھار۔

۱۵۔ نھ: صوتی اعتبار سے حروفِ تہجی کا اڑتالیسواں حرف ہے۔ کلمے کے وسط میں آتا ہے۔

ننھیال، ننھا، ننھی، ننھے، کنھیا۔

ہائے مخلوطی کی شعری مثالیں:

۱۔ بھ: کیسی تم کو بھاوت ہیں اور کیسی تو سکھ پاوت ہیں
یہ پھلواری دردؔ ہمیں کچھ اور سمو دکھلاوت ہیں

۲۔ پھ: کلیاں من میں سوچت ہیں جو پھول کوئی کمھلاوت ہیں
جا دن وا پہ بیت گیو، سو وا دن مو کو آوت ہیں (دردؔ)

۳۔ تھ: میرؔ کے آگے زور نہ چل سکا تھے بڑے میرزا یگانہؔ دبنگ (یگانہؔ)

۴۔ ٹھ: ہم سب ہیں برگ نخل خزاں دیدہ جہاں
کل وہ جھڑے گا آج جو پتا ٹھٹھر گیا (قائمؔ)

۵۔ جھ: قوم کی مسجد میں کیجیے جھاڑ پھونک
اسپتالوں میں وہ اچھی، ہو چکی (اکبرؔ)

۶۔ چھ: یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی (غالبؔ)

۷۔ دھ: جگ میں آ کر اِدھر اُدھر دیکھا تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا (دردؔ)

۸۔ ڈھ: دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے
آن میں کچھ ہے، آن میں کچھ ہے (دردؔ)

۹۔ رھ: اتوار کی شب رجب کی سترھویں ہے
کی شیخ وحید عصر نے آج قضا (دردؔ)

۱۰۔ ڑھ: ہم نہ کہتے تھے منہ نہ چڑھ اس کے
دردؔ کچھ عشق کا مزا پایا (دردؔ)

۱۱۔ کھ: نہ چھیڑ اے نکہتِ باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں (انشاءؔ)

۱۲۔ گھ: یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے (اقبالؔ)

۱۳۔ لھ: جن کی قسمت میں یہ لکھا تھا بنیں کولھو کے بیل
بن گئے عاشق تمھارے گردشِ تقدیر سے (ظریفؔ)

۱۴۔ مھ: درد مندوں سے تمھیں دور پھرا کرتے ہو
پوچھنے ورنہ سبھی آتے ہیں بیمار کے پاس (میرؔ)

۱۵۔ نھ: فلک نے اُن کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنھیں
خبر نہیں روشِ بندہ پروری کیا ہے (اقبالؔ)

ہائے ہوّز کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ:

ہائے ہوّز صوتی اعتبار سے حروفِ تہجی کا پچاسواں حرف صحیح ہے۔ اس کا مخرج ح (حائے حُطّی) سے ذرا آگے ہے اور اس کی آواز حلق میں کسی رگڑ کے بغیر ادا ہوتی ہے۔ تقویم میں جمعرات کے دن اور بُرج سنبلہ کی علامت ہے۔ ہیئت میں زہرہ کا مخفف اور چاند کی علامت ہے۔

ہائے ہوّز کی تینوں قسموں یعنی ملفوظی، مختفی اور مخلوطی پر تفصیلی بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حروفِ تہجی میں یہ حرف ایک وسیع کینوس رکھتا ہے۔ کیونکہ اس حرف کی مدد سے سیکڑوں بلکہ ہزاروں الفاظ بنائے جا سکتے ہیں۔ ہائے مخلوط کی شمولیت سے اُردو زبان وادب کا دامن وسیع تر ہو چکا ہے۔ قبل ازیں اُردو کے حروفِ تہجی صرف اڑتیس تھے۔ ہائے مخلوطی کی بدولت یہ بڑھ کر ترپن ہو چکے ہیں۔

صوتی اعتبار سے خاندانِ صوتیات اُردو میں ہائے مخلوطی کی حیثیت جسم میں ریڑھ کی ہڈی کی سی ہے۔ صوتی لحاظ سے ہماری زبان دُنیا کی بڑی زبانوں میں گلِ سرسبد ہے۔ عربی اور فارسی دُنیا کی بڑی زبانوں میں شمار ہوتی ہیں مگر ان میں ہائے مخلوطی نہیں۔ عربی میں لکھنے کی حد

تک تو ہے مگر وہ حروف کو بھاری بنانے سے قاصر ہے۔ کیونکہ وہ ہائے ہوّز ہی کی بدل ہے۔

ڈاکٹر رشید حسن خاں رقمطراز ہیں، ''عربی اور فارسی میں ہکار آوازیں نہیں ہوتیں۔ اس لیے وہاں یہ مسئلہ نہیں کہ کس آواز کے لیے ہائے کی کون سی شکل ہونا چاہیے۔ اُردو میں ہندی کے اثر سے ہکار آوازیں ہیں اور بہت ہیں، اس لیے قدرتی طور پر اُردو میں ہائے ملفوظ اور ہائے مخلوط کی صورتوں میں فرق ہونا چاہیے تھا مگر ایک زمانے تک ان دونوں کی کتابت میں لازمی سطح پر امتیاز کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا تھا، اس کی وجہ عربی فارسی کا اثر تھا۔ جس طرح ان دونوں زبانوں میں ''ہ'' کی آواز کے لیے ''ہ'' اور ''ھ'' دونوں کو یکساں طور پر استعمال کیا جاتا تھا، اسی طرح بل کہ انھی زبانوں کی تقلید میں اُردو میں بھی ان شکلوں کو کسی امتیاز کے بغیر استعمال کیا جاتا رہا۔''

ہائے ملفوظی اور ہائے مخلوطی دونوں کا مقام و مرتبہ جدا جدا ہے۔ اُردو میں یہ دونوں ہرگز متبادل کے طور پر استعمال نہیں ہوسکتیں۔

جو حضرات اس فرق کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھتے اور اپنی مرضی سے ''ہ'' اور ''ھ'' کو ایک دوسرے کا بدل سمجھ کر غلطی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ دراصل ان کی یہ غلطی، غلط فہمی پر مبنی ہے۔ جو بسا اوقات مضحکہ خیر صورت بھی اختیار کر لیتی ہے۔ الفاظ کے معانی اور مفہوم بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے یہ مثالیں:

(۱)　''یہاں پر دھی فروخت ہوتی ہے۔''

دودھ، دہی فروش دکانوں پر یہ بورڈ آویزاں دیکھ کر آپ خود فیصلہ کیجیے، اس کا کیا مطلب ہوگا؟

(۲)　ایک مدرسے میں ایک چارٹ بابت حاضری طلبا آویزاں تھا جس میں جماعتوں کا اندراج یوں تھا:

''جماعت ھفتم، ھشتم، نھم، دھم''

(۳) ایک مسجد میں اشتہار پر عبارت یوں درج تھی:

''پھاڑوں جیسی نیکیاں حاصل کرنے کے لیے یہ وظیفہ پڑھیے:''

''چھلم میں شامل ہو کر ثوابِ دارین حاصل کیجیے۔''

(۴) ایک دیوار پر یوں وال چاکنگ دیکھی گئی:

''دھر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے''

''جھان فانی میں دل مت لگاؤ۔''

(۵) ایک اشتہار میں یوں لکھا دیکھا:

''اظہارِ تھنیت کرنے والوں کا شکریہ!''

اسی طرح اور بہت سی مثالیں ہیں جو ہم روزانہ ملاحظہ کرتے ہیں۔

اس غلط فہمی نے اُردو میں غلط روش اختیار کر لی ہے۔ ہمارے کمپوزر، پینٹرز، پٹواری، محرّر اور کم تعلیم یافتہ لکھاری اس قسم کی غلط فہمی کی بنا پر ہائے ہوّز اور ہائے دوچشمی کو ایک دوسری کا بدل سمجھ کر بے دریغ استعمال کر رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں غلط املا کا رواج زور پکڑ رہا ہے۔ الفاظ کے معانی اور مفاہیم بُری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ اگر ہم نے اس کا فوری تدارک نہ کیا تو خطرناک نتائج برآمد ہوں گے، بلکہ ہو رہے ہیں۔ اِس مضمون میں اسی غلط فہمی، غلط املا اور غلط روش کی نشاندہی کی گئی ہے کہ یہ غلط فہمی کیسے پیدا ہوئی؟

اس سلسلے میں ڈاکٹر رشید حسن خاں لکھتے ہیں:

''ایک زمانے تک اُردو میں ہائے مخلوط اور ہائے ملفوظی کے لیے کسی ایک صورت کا تعین نہیں تھا، عام تحریروں کا کیا ذکر لغات میں بھی اس کا عمل دخل تھا۔ مثلاً امیر مینائی کے لغت ''امیر اللغات'' کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس میں صحتِ املا کی طرف خاص طور پر توجہ کی گئی ہے اور عموماً الفاظ کا صحیح املا ملتا ہے۔ مگر اس اہتمام کے باوجود اس میں ہائے مخلوط اور ہائے ملفوظ کا امتیاز ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ کہیں کچھ ہے اور کہیں کچھ۔

بیسویں صدی کے شروع سے اس طرف توجہ مبذول ہونا شروع ہوئی اور اب ہائے ملفوظ اور ہائے مخلوط کی تقسیم نے مسلمہ قاعدے کی حیثیت حاصل کر لی ہے مگر پچھلی بے امتیازی کے اثرات اب تک کسی نہ کسی سطح پر اپنے آپ کو نمایاں کرتے رہتے ہیں۔"

یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہائے دوچشمی کسی بھی حرف کے ابتدا میں نہیں آ سکتی۔ صرف ہائے ہوز، ہائے ملفوظی کی صورت میں حروف کے شروع میں آ سکتی ہے بلکہ آتی ہے۔ جبکہ ہائے مخلوطی صرف اور صرف الفاظ کو بھاری بنانے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ الفاظ سازی کے عنوان سے متعدد مثالیں دے دی گئی ہیں۔ ہائے ہوز یا ہائے ملفوظی کے حسابِ جمل میں پانچ عدد ہیں جبکہ ہائے مخلوطی کے اعداد پیوستہ حروف کی مناسبت سے بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ ہائے ملفوظی صوتی اعتبار سے اپنی ایک آواز رکھتی ہے۔ جبکہ ہائے دوچشمی بذاتِ خود اپنی کوئی آواز نہیں رکھتی۔ اس کا کام تو دوسرے حروف کی آواز کو بھاری بنانا ہے۔

اُردو زبان صوتی اعتبار سے بہت وسیع اور کشادہ دامن ہے۔ یہ اپنے اندر ہر قسم کے تلفظ کو ادا کرنے کی صلاحیت سے مالا مال ہے۔

مرتبین، مدیران، مصنفین، اساتذہ کرام اور دیگر تمام وابستگانِ علم و ادب اپنی نگارشات میں ہائے ہوز اور ہائے مخلوطی کے فرق کو ضرور ملحوظ رکھیں۔ وہ اپنی تحریروں کو برمحل الفاظ کی مدد سے خوشنما اور دیدہ زیب بنا سکتے ہیں۔ الفاظ تو موتیوں کی مانند ہوتے ہیں۔ یہ تو جوہری کا کمال ہے کہ وہ ان موتیوں سے کس طرح ایک خوبصورت ہار بناتا ہے۔ اگر جوہری اپنے فن میں مہارتِ تامہ سے عاری ہے تو اس میں موتیوں کا کیا قصور ہے؟

ہائے ملفوظی اور ہائے مخلوطی میں فرق نہ رکھنے والے لکھاری اُردو زبان و ادب کی خدمت نہیں بلکہ زبان و ادب سے زیادتی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اُردو املا میں تمامتر بگاڑ کے یہی افراد ذمہ دار ہیں۔

ذیل میں کچھ الفاظ کی فہرست دی جا رہی ہے جو روزمرہ زندگی میں ہائے مخلوطی کے

غلط استعمال سے رواج پا رہے ہیں۔ قارئینِ کرام سے درخواست ہے کہ یہ الفاظ صرف مشتے از خروارے ہیں۔ روزمرہ تحریروں میں کثرت سے استعمال ہونے لگے ہیں، بلکہ تواتر سے ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ خود بھی ہائے ملفوظی اور ہائے مخلوطی کے فرق کو سمجھیں اور اپنی تحریروں میں ان کے مناسب اور برمحل استعمال کو یقینی بنائیں اور دوسروں کو بھی اس کا پابند بنائیں تبھی ہم زبان کو ترقی دے سکتے ہیں، بصورتِ دیگر اس کے غلط استعمال سے مضحکہ خیز صورتِ حال سے دوچار ہونا پڑے گا۔

غلط	درست	غلط	درست	غلط	درست
اظھار	اظہار	جھان	جہان	شھرت	شہرت
اھرمن	اہرمن	چھلم	چہلم	شھری	شہری
باھر	باہر	دھر	دہر	شوھر	شوہر
بھار	بہار	دُھائی	دُہائی	طاھر	طاہر
بھو	بہو	دیھات	دیہات	ظھر	ظہر
بانھوں	بانہوں	دھم	دہم	ظھرانہ	ظہرانہ
بھشتی	بہشتی	دھی	دہی	ظاھر	ظاہر
پھاڑہ	پہاڑہ	زھر	زہر	قھر	قہر
پھاڑوں	پہاڑوں	زھرا	زہرا	قاھرانہ	قاہرانہ
تھنیت	تہنیت	زھراوی	زہراوی	گوھر	گوہر
جھیز	جہیز	شھر	شہر	لھر	لہر
جھلم	جہلم	شھزاد	شہزاد	لھک	لہک
جوھر	جوہر	شھزادی	شہزادی	لوھار	لوہار
لوھا	لوہا	مھربان	مہربان	ھال	ہال

لھذا	لہذا	مھتاب	مہتاب	ھاں	ہاں
لھولھان	لہولہان	مجاھد	مجاہد	ھفتم	ہفتم
لھو	لہو	نھم	نہم	ھیں	ہیں
ماھر	ماہر	نھال	نہال	ھے	ہے
مھر	مہر	نونھال	نونہال	ھوا	ہوا
مھذب	مہذب	نھر	نہر	ھوں	ہوں
مھک	مہک	وھاں	وہاں	ھامی	ہامی
مھاجن	مہاجن	وھی	وہی	یھود	یہود
مھاجر	مہاجر	وھاب	وہاب	یھودی	یہودی
مھمان	مہمان	ھار	ہار		

حواشی:

(۱) علی حسن چوہان، حروف ہی حروف، ۱۹۹۹ء، خالد بک ڈپو، لاہور، ص ۷۔
(۲) ایضاً، ص ۷۸۔
(۳) اُردو لغت، جلد ۲۱، ۲۰۰۷ء، اُردو لغت بورڈ، کراچی، ص ۴۵۳۔
(۴) ایضاً، ص ۴۵۳۔
(۵) کلیاتِ میرؔ، جلد اوّل، ۱۹۸۶ء، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ص ۵۶۷۔
(۶) دیوانِ دردؔ، مرتبہ خلیل الرحمان داؤدی، ۲۰۱۰ء، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور، ص ۲۳۳۔
(۷) اُردو لغت، جلد ۱۱، ۱۹۹۰ء، اُردو لغت بورڈ، کراچی، ص ۵۰۰۔
(۸) رشید حسن خاں، ڈاکٹر، اُردو املا، ۲۰۱۰ء، فکشن ہاؤس، لاہور، ص ۳۲۴۔
(۹) ایضاً، ص ۳۲۵۔
(۱۰) دیوانِ غالب، نسخۂ غالبیہ، ۹۴-۱۹۹۶ء، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز، لاہور، ص ۱۱۴۔
(۱۱) کلیاتِ اقبال، ۱۹۹۰ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۳۴۰۔